THE AKHBAR ALHAKAM

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

بحرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد ۔ الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قیمت سالانہ ۔ والیان ریاست و امراء سے ... سعادتین سے ۱۰ عوام سے ...

مہینہ کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸ تاریخ کو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ہر انگریزی ماہ کی ... دار الامان قادیان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر :- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیاں بینی | دو ابینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

جلد (۲۵) | مورخہ ۷ مئی ۱۹۲۳ء مطابق ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ | نمبر (۱۸)

درس القرآن فی شہر رمضان

جیسا کہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ علامہ اجل حافظ روشن علی صاحب نے مسجد اقصیٰ میں درس القرآن شروع کر رکھا ہے جو انشاء اللہ ماہ رمضان میں ہی ختم ہوگا ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنے ناظرین تک اس درس کے مفید اور خاص نوٹ بذریعہ اخبار پہنچا دیں کیونکہ امسال آپ خصوصیت سے آریوں کے اعتراضات کے جواب بیان فرماتے ہیں تا کہ وہ گھر بیٹھے قادیان کے برکات سے کچھ حصہ لے سکیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے (ایڈیٹر)

شیطان قرآن پڑھتے وقت کیونکر گمراہ کرتا ہے؟

بعض لوگ سوال کیا کرتے ہیں کہ جب قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے تو کیا ضرورت ہے کہ اس کو پڑھتے وقت أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھا جائے قرآن تو خدا کا کلام ہے اس کو پڑھتے وقت شیطان کیونکر انسان کو گمراہ کر سکتا ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم تو بیشک خدا کی کتاب ہے۔ اور شیطان اس میں گمراہی نہیں ڈال سکتا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ۔ مگر شیطان قرآن پڑھتے وقت انسان کو یوں دھوکہ دیتا ہے کہ دل میں وسوسہ ڈال دیتا ہے کہ یہ حکم تو اوروں کے لیے ہے اور یہ وعید بھی دوسروں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور اس طرح کرتے کرتے اپنے آپ کو سارے قرآن سے علیحدہ کر لیتا ہے اور نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسلیے ایسے وسوسوں سے بچنے کے لیے اعوذ پڑھنے کا حکم دیا۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر ایک مسلمان آخری وقت تک یہی دعا کرتا ہے کہ کسی کو سیدھا راستہ نہیں ملا

جواب اول خدا تعالیٰ کے راستے بہت سے ہیں۔ جیسے کہ فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ روحانیت کے لیے ہر روز ایک نیا راستہ ملتا ہے۔ اس لیے کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ روحانی ترقی بے انتہا ہے۔

جواب دوم ہدایۃ کے معنے علاوہ دکھانے کے یہ بھی ہیں۔ سیدھے راستہ پر چلانا۔ منزل مقصود (معشوق آلہی تک) پہنچانا۔ دوسرے معنوں کی رو سے استقامت ہدایۃ کی دعا ہے۔ تیسرے معنوں کے لحاظ سے ترقی روحانیت کے لیے دعا ہے۔

جواب سوم ۔ اس دعا میں لفظ نا ہے جس میں تمام دنیا شامل ہے۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مومنین کو ہدایت مل چکی اور مل جاتی ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت رحمۃ للعالمین تھی اسلیے آپ اور مومن ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے خدا تو ساری دنیا کو ہدایت دے۔ جبتک ایک شخص بھی ضلالت پر ہے اور جنت سے باہر ہے۔ مومنوں کا فرض ہے کہ دعا کرتے رہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مومن نہایت ہمدرد ہوتا ہے۔

الٓمّٓ (سورہ بقرہ)

ایسے حروف اللہ کے ناموں کا اختصار ہوتے ہیں۔ عرب کا دستور ہے کہ خط لکھنے والا اپنا نام پہلے لاتا ہے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خط کے اوپر اپنے اسماء درج کیے ہیں تو معنی ہوئے انا اللہ اعلم میں اللہ خوب جاننے والا ہوں۔ اور یہی قول ہے حضرت علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا جو اول مخاطبین تھے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

(۱) متقی کے معنی عام ہیں۔ ہر ایک جو بچنا چاہے۔ تو اس کے ماتحت ساری دنیا آ جاتی ہے گویا ہر ایک جو خدا کے عذاب اور گناہوں سے بچنا چاہتا ہے یہ کتاب اس کو ہدایت دیتی ہے (۲) متقی سے خاص ہی مراد ہو تو یہ قرآن کریم کا آخری کمال بیان کیا گیا ہے اور اس سے یہ نہیں نکلتا کہ غیر متقی کو ہدایت نہیں دیتا جس طرح جو استاد بی اے کو پڑھا سکتا ہے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ پرائمری کو نہیں پڑھا سکتا ہے

وَبِالْاٰخِرَۃِ

ہیں (علامہ اجل موصوف) نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ اس سے مراد مسیح موعود پر نازل ہونے والی وحی اور رسالت ہے اور یہی مناسب مقام ہے کیونکہ پہلے ماضی اور حال کی وحی کا ذکر ہے۔ اب اس کے مناسب استقبال کی وحی اور رسالت کا ذکر آنا چاہیئے۔

بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ آخرۃ سے مراد صرف قیامت ہی ہوتی ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ آخرۃ وصف ہے جس کا موصوف محذوف ہے گو وہ دار کا لفظ ہوتا ہے جیسے دوسری جگہ آیا تلک الدار الآخرۃ۔ لیکن قرآن کریم میں دو جگہ لفظ آخرت آیا ہے۔ جہاں پر قیامت بالکل مراد نہیں ہو سکتی سورۃ بنی اسرائیل ۱۵ میں ہے فاذا جاء وعد الآخرۃ جس سے مراد دوسری بار ہے۔ جیسا کہ تفسیر مدارک میں ہے پس معلوم ہوا یہ کہنا کہ آخرۃ ہمیشہ دار کی صفت ہوتی ہے بالکل غلط ہے۔

دوسرے پارہ ۳۰ میں ہے فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ والاولیٰ اس جگہ آخرۃ اصل میں ہے الکلمۃ الآخرۃ کہ دوسری بات کے بعد میں بھی اس کو سزا دی گئی۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اس بالآخرۃ سے مراد بالکلمۃ الآخرۃ ہے کہ وہ آخری اور پچھلی کلام الٰہی اور وحی کو بھی مانتے ہیں۔

یُوقِنُوْنَ

استمرار وحی کا ذکر کر کے فرمایا۔ کہ جب انہوں نے مشاہدہ کر لیا کہ گذشتہ زمانہ میں بھی وحی الٰہی اور الہام ہوتا تھا اور حال میں بھی ہوتا ہے تو ان کو یقین ہو جاتا ہے کہ آئندہ بھی ضرور وحی ہوگی۔ اسلیئے یوقنون کا لفظ رکھا ہے۔

ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

افلح الرجل ظفر بمرادہ و مقصودہ اپنے مقصود کو پانیوالے ہیں فلاح کا درجہ نجات سے اعلیٰ ہے۔

سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ الخ

اس پر دو اعتراض ہیں۔ (۱) جب یہ حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر اثر نہیں کرتا تو اور کسی کا کیا اثر کرے گا اسلیئے مطلق تبلیغ فضول ہے

(۲) لا یؤمنون خبر ہے۔ حالانکہ کفار ایمان لاتے اور لاتے رہینگے۔ تو یاد رہے کفر کے معنی منکر کے ہوتے ہیں تو مراد ان الذین کفروا سے وہ منکر ہیں جن پر اتمام حجت ہو گئی اور وہ اپنی ہٹ کیوجہ سے نہیں مانتے۔ جیسے فرعونیوں کے متعلق آتا ہے وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم کہ انھوں نے انکار کر دیا مگر ان کے دل مان چکے تھے تو اسی طرح اس آیت میں بھی وہ کافر مراد ہیں جن پر حق کھل گیا۔ مگر وہ اپنی شرارت کی وجہ سے نہیں مانتے وہ واقعی ایمان نہیں لاتے۔

تبلیغ فضول نہیں ٹھہرتی کیونکہ پتہ تو نہیں ہے تا کہ کون مانیگا یا نہ مانیگا اور نیز ان پر اتمام حجت کمل ہو کر وہ مورد عذاب بنیں اور ان کا کوئی عذر باقی نہ رہ سکے۔

خَتَمَ اللّٰہُ

[illegible]

حق کو جان بوجھ کر انکار کر دیا اسلیئے یہ سزا ملی کہ ان کے دل پر مہر لگ گئی جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا طبع اللہ علیھا بکفرھم کہ خدا نے ان کے دلوں پر ان کے کفر کیوجہ سے مہر لگا دی اگر وہ کفر کو چھوڑ دیں اور ہٹ سے باز آجائیں تو وہ مہر بھی ٹوٹ جائے۔ (باقی آئندہ)

مسلمانو! بیدار ہو جاؤ

اسلام کا بلند ہو دنیا میں تا کہ نام

کاندھے پہ رکھ کے قوم کا اونچا نشان بڑھو

شبنم نے پھولوں کو تر و تازہ کیا، پھول وضو کر کے خدا کی یاد میں سرنگوں، مرغ بھی خدا کی یاد میں مشغول ہیں۔ لیکن ہم ابھی بستر راحت پر پڑے سو رہے ہیں صبح کا سہانا وقت ہے۔ باد صبا اپنے نازک جھونکوں سے گویا ہمیں جگانا چاہتی ہے۔ کوئیں کی ردن ردن کی دل آویز آواز ہمیں دیوانہ بنا رہی ہے۔ کنگ وقمری خدا کی یاد میں چہک رہی ہیں۔ چڑیاں بے چون بے چون کا ورد کر رہی ہیں۔ غرضیکہ ہر پرند و چرند اس شافی مطلق کی یاد میں محو ہے۔ لیکن حیف ہم ابھی تک خواب غفلت میں دبے پڑے ہیں آفتاب کی پہلی کرنیں چھن چھن کر دریچہ سے چہرے پر پڑ رہی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دن نکل آیا مگر آہ! ابھی تک کسالت و بطالت کا جن سوار ہے اور بستر سے اٹھنے نہیں دیتا۔ آخر کار آفتاب کی کرنیں تیز ہوتی ہیں اور ایسا تھپیڑ رسید کرتی ہیں کہ بن اٹھے چارہ نہیں ہوتا افتاں و خیزاں جب دروازے تک جاتے ہیں تو آنکھیں کھلتی ہیں بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ او ہو دن چڑھ آیا۔ اور پھر کف افسوس ملنا پڑتا ہے۔

اے مسلمانو! تم جو ابھی تک خواب غفلت میں سو رہے ہو۔ جاگے ہوئے بزم احباب میں نشاط و طرب کے نغمے سن رہے ہو تمھیں ذرا بھی خبر نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اور تمہیں کیا کرنا ہے اے مسلمان کہلانیوالو! تمہاری اگلی عظمت کہاں گئی قومی حمیت بالکل مفقود ہو گئی۔ اگر اب بھی آپ دور حاضرہ کو بنظر تحقیق دیکھیں تو سب حقیقت کا انکشاف ہو جاوے۔ آپکو ملکانہ کے حالات بخوبی معلوم ہیں کہ آریہ لوگ مسلمان راجپوتوں پر کیا کیا ظلم کر رہے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ ایک کان سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ اے غافل مسلمانو! دیکھو کہ ایک ہندو شاعر اپنی ایک نظم کے مقطع میں کیا لکھتا ہے ؎

مار اک پھونک اور بجھا دے مشعل اسلام کو

سونپ دے یا یہ مقدس کام شدی رام کو

دشمنان دین تمہارے مذہب کو ایک کم بضاعت بے حقیقت کھلونا سمجھے بیٹھے ہیں اور شمع سحری سمجھ کر پھونک سے گل کر دینا چاہتے ہیں مگر آپ کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ دین ان سے کب نیست و نابود ہو سکتا ہے ان کو یاد رکھنا چاہیئے ان پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔ اے احمدی قوم یاد رکھو دوسرے لوگ جو مسلم کہلاتے ہیں سوئے ہوئے ہیں مگر تم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے

خلفاء کے دست مبارک پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہے کیا تو بھی غفلت میں پڑی ہے کیا اپنا وعدہ بھول گئی۔ خدارا! اپنے مسلمان بھائیوں کو اس گرداب ضلالت سے بچا۔

پیارے احمدی بھائیو! وہ عظیم الشان شخص جو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ ثانی ہے۔ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تین تین ماہ کے لیے اسلام کی خاطر زندگیاں وقف کرو۔ مگر تم ہو کہ ابھی تک خواب غفلت میں پڑے ہو اتنی بڑی جماعت سے تا حال صرف پانچسو اصحاب نے زندگیاں وقف کی ہیں گوئے سبقت لے گئے ہیں حیف ہے ان کی زندگی پر جنھوں نے تا حال توجہ نہیں کی اور اپنے ناموں کو حضور خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش نہیں کیا۔ ع اے مرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو۔ اے احمدی مسلمانو! یہ دن کام کرنیکے ہیں نہ کہ سست رہنے کے اسلام چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغے میں آ رہا ہے۔ کمر ہمت باندھو اور اس کے بچانے کا عزم کر لو سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو۔ اس فنا ہو جانیوالی دنیا کی پروا نہ کرو۔ اپنا سب جان و مال دین کی اشاعت اور تبلیغ میں صرف کر دو۔ اور آخرت کے لیے سامان پیدا کر لو۔ ؎

یہ زر و مال تو دنیا ہی میں رہ جائیں گے

حشر کے روز جو کام آئے وہ زر پیدا کر

آخر میں میری عموماً اور خصوصاً احمدی صاحبان سے عاجزی اور انکساری سے التجا ہے کہ برائے خدا کسالت اور بطالت کو خیرباد کہیں اور دین اسلام کو پھیلانے کی خاطر میدان ارتداد میں کود پڑیں اور اپنے بھائیوں کو آریوں کے مکر و فریب سے آگاہ کریں تا کہ وہ ضلالت کے گڑھے میں نہ گریں۔

برادران قوم! اگر خدا پر بھروسہ کر کے نکلو گے اور دعاؤں، صبر و استقلال سے کام لو گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ میدان تمہارے ہی ہاتھ میں ہوگا اور دشمن بے نیل و مرام دم دبا کر بھاگ جائیگا۔

(خاکسار عبد المجید طالب علم احمدی جہلم)

دار الامان کا ہفتہ

۱ ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور خاندان نبوت میں ہر طرح خیریت ہے اور حضرت خلیفہ اول کے گھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے

۲ ۔ حسب معمول حضرت خلیفۃ المسیح بعد نماز عصر مجلس مشاورت میں شریک ہوتے اور تبلیغ کے متعلق ہدایات جاری فرماتے ہیں۔

۳ ۔ آج ۱۰ مئی تک علامہ دہر حافظ روشن علی صاحب ۱۲ پارہ کا درس قرآن کریم ختم فرما چکے ہیں۔

۴ ۔ ایڈیٹر الحکم چند ایک ضروری امور کی وجہ سے تا حال علاقہ ارتداد میں مقیم ہیں۔

۵ ۔ گرمی کی شدت ہو رہی ہے جس کی وجہ سے روزہ داروں کو خاص مجاہدہ کرنا پڑتا ہے

درخواست دعا

تمام احباب جناب مولوی محمد اللہ دتا صاحب جالندھری کی جسمانی صحت اور روحانی ترقیات کے لیے صدق دل سے دعا فرمائیں

دنیائے اسلام کی نظر مسلمانانِ ہند پر ہے

"سلطان ٹرکی" کی اُمید

"وکیل" مورخہ ... میں حضرت سلطان ٹرکی کے کچھ کلمات شائع ہوئے ہیں۔ جن میں آپ فرماتے ہیں:-

"مجھ کو اعتماد ہے اس پر ایمان ہے کہ تمام دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کی حیات اور زندگی کا راز ہندوستان کے مسلمانوں کے متعلق رکھنے میں مخفی ہے۔ بیشک ہندوستان کے مسلمان اسلام کا دل ہیں۔ اور ایسا پاشید ار قلعہ ہیں"

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں اسلام کی ترقی کا مرکز ہندوستان کو ہی دیا ہے۔ جیسا کہ اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ کہ اسی خطۂ مبارکہ کو اس بات کا شرف بخشا ہے کہ وہ مسیح اور مہدی کی آمد کے ساتھ تمام مسلمانوں کی امیدیں وابستہ تھیں وہ اسی سرزمین میں آیا۔ جس کی یہ وجہ نہیں کہ ہندوستان کی زمین کو جزیرۂ عرب پر کوئی فضیلت ہے بلکہ محض اسلیے کہ زمین ہند کفر کی تمام شاخوں کا جولانگاہ ہے اور ہر فرقہ کے لوگ اس میں آباد ہیں اور صلیبی شان و شوکت کا عروج بھی اسی سے وابستہ ہے۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو جس کی شان ہے لیظہرہ علی الدین کلہ اسی سرزمین میں مبعوث فرمایا۔

جب صورتِ حال یہ ہے کہ خدا کا جری اسی کی زمین میں نازل ہوا۔ تو ہم والائے شان سلطان ٹرکی کی فراست کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ "ہندوستان کے مسلمان اسلام کا دل ہیں"۔ کیوں نہ ہو۔ جس قوم میں خدا کا مامور آتا ہے۔ وہ قوم دنیا کی قوموں کی ماں اور ان کا دل ہوتی ہوتی ہے۔ اور بموجب حدیث اذا صلحت صلح الجسد کلہ تمام قوموں کی ترقی اور اصلاح اس کی ترقی اور اصلاح پر موقوف ہوتی ہے۔

گو سلطان ٹرکی اپنے اس خیال میں حق بجانب ہیں۔ مگر آپ کی یہ توقع جماعت احمدیہ کے علاوہ کسی اور جگہ عملی جامہ پہنتی ہوتی نظر نہیں آتی۔

شاید آپ کو مسلمانانِ ہند کی حالت کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ مغالطہ لگا ہے کہ وہ دیگر ممالک کے مسلمانوں سے کوئی فضیلت رکھتے ہیں اسلیے ہم جناب کو بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانانِ ہند کی حالت بالکل اُس مال کی طرح ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ میں ہو اور کوئی اسکا محافظ نہ ہو۔

کسی زمانہ میں ان کے آباؤ اجداد اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ سے متصف ہوتے تھے۔ مگر آج جو منظر ہمارے سامنے ہے۔ وہ نہایت مایوس کن ہے۔ بیرونی اور اندرونی مخالفتوں نے ان کو چکنا چور کر دیا ہے اور فرقہ بندی نے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا ہے۔ اخلاق کا خود ان میں تلاش کرنا حقیقت ... ایثار و قربانی اور اخوت اسلامی کی خواہش ایک بے سود تمنا ہے۔ دنیوی وجاہت اور شوکت جاتی رہی۔ اور دین کو انہوں نے خیرباد کہہ دیا۔

ہم اپنے اس دعوے کے ثبوت میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتے۔ خود مسلمانوں میں سے کچھ دارالنشان اس بات کا احساس رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی حالت کس طرح ناگفتہ بہ ہو رہی ہے اور مسلمان اخبارات روز ادھر چیخ و پکار کرتے ہیں کہ اسلام تباہ ہوا تباہ ہوا۔ زیادہ ... کی ضرورت نہیں ... کو دیکھ لیجیے۔ کیا لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کا یکدم اسلام سے نکل جانا اسلام کے لیے ماتم کا دن نہ تھا؟ کیا ہزاروں اسلام کے نام لیوؤں کا اسلام سے لٹ جانا کوئی معمولی بات ہے؟ کیا اسلام کے لیے یخرجون من دین اللہ افواجا کا نظارہ کچھ کم تلخ نظارہ ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اسلام کی اس حالت سے دردمندان اسلام کے دل پاش پاش ہو رہے ہیں اور وہ درخشے گرداب میں پڑے پریشان اور حیران ہو رہے ہیں۔

مگر آہ! وہ علماء جو اسلام کا ستون سمجھے جاتے تھے اپنے آرام میں مشغول ہیں۔ اور ان کو کیا پڑی ہے اگر اسلام جاتا ہے وہ لیکچروں میں تقریروں میں سب سے آگے قدم رکھنے والے ہیں۔ مگر میدان کارزار میں سب سے پیچھے۔

کہتے ہیں کہ تیمور لنگ لڑائی کے وقت مولویوں کو سب سے پیچھے رکھا کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ یہ بہت بزدل ہوتے ہیں جس کا ثبوت آج ہمنے تو اپنی آنکھوں دیکھ لیا۔ اسوقت تو گویا بادشاہ ان کو پیچھے رکھا کرتا تھا۔ مگر آج جمہور اسلام کی منت و زاری کے باوجود یہ فرقہ آگے قدم نہیں بڑھاتا۔ جس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں کو خدا کے وعدوں پر یقین نہیں۔

پس مسلمانانِ ہند سے ان کے لحاظ سے توقع رکھنا خطرناک غلطی ہے۔ وہ صرف شور مچانا جانتے ہیں مگر کام کے وقت کچھ بھی نہیں۔ ہاں ہم سلطان ٹرکی کو اس بات کی بشارت دیتے ہیں کہ سرزمین ہند میں وہ مسیحا مبعوث ہو چکا ہے جس کے ہاتھوں پر قوموں کا احیا مقدر ہے۔ اگر آپ اپنی اس توقع کو بار آور دیکھنا چاہتے ہیں تو احمدیت کے سرسبز اور ہونہار پودوں پر نظر رکھیے۔

یہ بات کسی کو تعجب میں نہ ڈالے کہ یہ ننھی سی جماعت کفرستان کے مضبوط قلعوں کو فتح کرے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی سنت جاری ہے کہ وہ کمزوروں سے کام لیتا ہے تاکہ اس کی قدرت نمائی ظاہر ہو۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ دن بہت نزدیک ہیں جب اسلام کی شان دوبالا ہوگی۔ اور سوائے اسلام کے دنیا کو کوئی حصار عافیت نظر نہ آئے گا۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ ہوگا۔

اے خدا! وہ دن جلد لا۔

آریہ سماج کا دیگر ادیان سے سلوک

ہمیشہ سے آریہ سماج کی یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ بزرگان دین کی ہتک کر کے لوگوں کے دلوں میں ان سے نفرت پیدا کرے اور ہر ایک مذہبی پیشوا پر جھوٹے الزام اور اتہام لگا کر لوگوں کی نظروں میں اس کو حقیر کرے چنانچہ اسی پالیسی کے ماتحت پرکاش ... الحکم پر ایک جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اس نے آریوں کو گالیاں دی ہیں۔ جس کی غرض محض یہ ہے کہ تا دنیا کا معزز طبقہ ہم سے متنفر ہو جائے لیکن ہم ہر ایک خوف خدا رکھنے والے انسان کو اس بات کا گواہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارا تو مذہب ہی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم کسی کو گالیاں دیں۔ مگر آریہ سماج کا لٹریچر ان کے اپدیشکوں نے گالیوں میں کمال کر دیا ہے چنانچہ معزز آریہ خود اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ جناب لالہ کاشی ناتھ صاحب بی اے۔ پلیڈر منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات نے سنہ ۱۹۰۰ء میں ایک آریہ سماجی اخبار میں بدیں الفاظ شہادت شائع کرائی تھی۔ "دوسروں پر جھوٹے الزام اور اتہام گھڑنا اور ان کو بدنام کرنا آریہ سماج کے اندر ایک آرٹ (ہنر) بن گیا ہے"

کیا ہم پرکاش کے معزز ایڈیٹر سے امید رکھیں کہ بجائے دوسروں پر الزام لگانے کے اپنی اصلاح کی فکر کرے گا۔

غزلِ فارسی

(از جناب محمد ظریف صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ایل سکریٹری انجمن احمدیہ مونگیر)

ز شمع عارض خود بزم من منور کن
مشام جان من از بوئے خود معطر کن

صبا بکاکل مشکیں یار دم بزنی
گزر ز مرقد و خاک مرا معنبر کن

حیات لذت وصلش اگر ترا ہوس است
بگوئے صدق بباید کہ وقف خنجر کن

بیا کہ بے رخ تو روز من سیاہ شدہ
بجلوہ آ و شبستان ما منور کن

بقامتت کہ بسویش نظر نخواہم کرد
بسیر باغ بیا ناز بر صنوبر کن

ہمیں بس است اگر آب زندگی طلبی
متاع جان گرو لعل ہمچو شکر کن

ز رود بائے دو چشم ترا است کشت امید
بمن بیا و تماشائے ایں دو منظر کن

برآ ساقیا کام من ز شراب انسی
کہ جرعۂ بدہ و مست ہمچو ساغر کن

بمجلسے کہ ہمہ شاہداں جمع شوند
نیاز آو بغرنا مراکہ سر بر کن

"پرکاش کی غلط بیانی"

آریہ اخبار پرکاش ۲۹ راپریل ۱۹۲۳ء میں ایک مضمون بعنوان "مرزائیوں کی آریوں کو گالیاں" نکلا ہے۔ آریہ اخبار غلط بیانی کرنے کے عادی ہو چکے ہیں ان کو محسوس ہی نہیں ہوتا۔ کہ خلاف واقعہ بات کہنا بھی جرم ہے۔ وہ بے تحاشا اناپ شناپ لکھ مارتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال مضمون موصوف کا مذکورہ بالا عنوان ہے۔ ایڈیٹر پرکاش نے الحکم ۲۱ راپریل کا حوالہ دیا ہے مگر اس کے سارے مضمون کو دیکھا جائے تو کوئی کہیں سمجھ سکتا ہے کہ اس میں کوئی گالی ہے اور نہ ہی ایڈیٹر صاحب نے کوئی ایسا لفظ پیش کیا ہے۔ ہاں اگر

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو

ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

پر جو ہمیں اپنی جان و مال سے بھی زیادہ پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

کو گالی سمجھا گیا ہے تو ہم جناب کی داد دیتے ہیں۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا جو کسی کے ہادی و مقتدا کو برا بھلا کہے اس سے صلح کی جا سکتی ہے؟

دنیاوی نظر میں شاید کہدیں کہ کیا حرج ہے کیونکہ ان کے دل میں خدا کے فرستادہ کی عزت نہیں۔ مگر ہمارے دل میں اس فرستادہ کی وہ وقعت ہے جس کا اندازہ محال ہے ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

پس کیونکر ہم نفاق کو ظاہر کریں اور ظاہری صلح کر لیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اگر کوئی تمہارے باپ پر ناپاک حملے کرے تو تم اس سے صلح رکھ سکتے ہو۔ اگر نہیں تو ہمارا یہ اظہار واقعہ گالی کیوں کر بن گیا۔؟

جو شخص شیر خوار بچہ کی مہربان ماں کو قتل کر رہا ہے کیوں کر کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس بچہ کا خیر خواہ ہے۔ یقیناً وہ اس کا سخت دشمن ہے۔ اس طرح جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی پاک تعلیم کو برا بھلا کہتے ہیں وہ کسطرح ہم سے صلح کی توقع رکھ سکتے ہیں اور ہم کیوں کر سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ہمارے ہمدرد ہیں۔

امر واقعہ کے اظہار کو گالی سمجھ لینا یہ ایڈیٹر "پرکاش" کا ہی خاصہ ہے۔ جس میں وہ مجبور ہیں۔

ایڈیٹر صاحب آئیے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ گالیاں کس کو کہتے ہیں۔ مہربانی کر کے ستیارتھ پرکاش اٹھا کر دیکھیں خصوصاً چودھواں سمولاس ملاحظہ کریں۔ اور دیکھیں کہ دیانند صاحب نے کسطرح القرآن کا خوان کیا ہے اور ہادیان مذہب کی ذوات پر کس طرح دریدہ دہنی سے حملہ کیا ہے کہیں حضرت باوا نانک علیہ الرحمۃ کو جاہل اور خود بین کہا ہے اور کہیں عیسائیوں کے مقتدا مقبول کو گالیاں دی ہیں اور کہیں سرور کائنات حضرت سید الانبیاء امام المعصومین پر زبان کی چھری چلائی ہے (قاتلہ اللہ)

جب تک دنیا میں ستیارتھ کا چودھواں باب ہے تب تک حقیقتاً کسی آریہ سماجی کا حق نہیں کہ کسی مسلمان کے اظہار واقعہ پر سیخ پا ہو۔

ہمیں امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب اپنے اس الزام کو واپس لیں گے اور آئندہ اس پاک مذہب پر ایسے اتہاموں سے باز آئیں گے۔

"پرکاش" کی شرانگیزی

پرکاش اپنی ۲۹ راپریل کی اشاعت میں مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے اور اپنا عیب چھپاتے ہوئے لکھتا ہے۔

"بیچارے مرزائیوں کی حالت قابل رحم ہے جن مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے وہ آجکل آریوں کو بڑھ بڑھ کر گالیاں دے رہے ہیں اور اسلامی جامہ شرافت اور انسانیت کو اپنے ہاتھوں تار تار کر رہے ہیں۔ وہ اب بھی انھیں کفر و مرتد قرار دیتے ہیں"

چونکہ جناب کی طبیعت گالیوں سے ہی مرکب ہے۔ اس لیے خواہ کوئی آپ کو کچھ کہے یا نہ کہے آپ کو باطنی نقشہ ہر وقت پیش نظر رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے اور کچھ اپنی بدنصیبی کی وجہ سے ایسے کلمات لکھتے رہتے ہیں۔

جناب من آپ بتائیں کہ ہم نے کونسی گالی تم کو یا تمہارے بزرگوں کو دی ہے؟ ورنہ اس افترا پردازی سے اجتناب کیجئے۔

اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا
گستاخ ہوتے جانا اس کی سزا یہی ہے

یاد رکھیے! آپ کو جو ہماری کامیابی اور ترقی پر حسد ہے اور جس کی وجہ سے آپ پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ وہ روز بروز افزوں ہوگی اور تم اس آگ میں جلو گے۔ لیکن اتنا جھوٹ نہ بولیے کہ ہم مسلمانوں کو خوش کرنے کے لیے تم سے جہاد قلمی کر رہے ہیں۔ اگر یہ سچائی کا خون نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا ان باتوں سے ہمارا کام رک سکتا ہے یا کچھ بگڑ سکتا ہے؟

شریف مسلمان ہم کو اور ہمارے کاموں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بیچارے مرزائی دھنگی وغیرہ لاکھ سر پیٹیں۔ خدا کے حکم کو کون روک سکتا ہے۔؟

مگر ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ ہم نے جو کام کیا ہے اور بقول پرکاش آریوں کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ یہ محض رضائے الٰہی کے لیے کیا ہے۔ نہ ہم کسی سے داد کے طلبگار ہیں اور نہ امداد کے خواہاں ہیں وہ خدا جس نے ہمیں چشمہ ہدایت سے فیضیاب کیا اور لوگوں کو کرنے کا حکم دیا وہ خود سب کام کرتا ہے اور کریگا۔ ہاں مگر آپ بتا تو بتائیں کہ وہ ہمیں کافر کہیں مرتد کہیں آپ کو اس سے کیا۔ کیا دیو سماجی اور سناتنی تم کو گمراہ مرتد ملیچھ نہیں کہتے؟ جب کہتے ہیں تو سوامی جی کے منطق وہ باتیں لکھتے ہیں کہ ہم ان کو دہرانا بھی نہیں چاہتے تو آپکا ایسے لوگوں کی بات کو پیش کرنا کہاں تک شرافت سے گرا ہوا ہے۔

غالباً ایسی ریشہ دوانیوں سے سماج کا یہ مطلب ہے کہ احمدی بھائی سماج کو چھوڑ کر مسلمانوں سے لڑیں اور مسلمان ان کے پیچھے پڑ جائیں اور سماج چوروں کی طرح لوگوں کو بہکاتی پھرے مگر سماج کو یاد رہے کہ مسلمان اب نیند سے بیدار ہو چکے ہیں اور ان کو ایسے دھوکہ میں ڈالنا ایچ پردہ دری کرانا ہے۔ مسلمان آپ کی چالاکیوں اور عیاریوں کو اچھی طرح جان چکے ہیں۔ اور وہ آپ کے دام تزویر میں نہ آئینگے۔

"اسلامی پردہ اور پرکاش"

۲۹ راپریل کے پرکاش کے ایک مضمون میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مصطفےٰ کمال پاشا اس برقع کی رسم سے بیزار ہیں اور پھر لکھتا ہے "لیکن ہندوستان کے مسلمان ہیں کہ برقع کو وحی سمجھے ہوئے ہیں اسکے خلاف ایک لفظ تک سننے کو تیار نہیں۔"

افسوس! یہ لوگ تعصب میں اسقدر اندھے ہو رہے ہیں کہ اسلام کی خوبی بھی ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ کاش اگر اہل ہنود پردہ کی رسم کو رواج دیتے اور ان کی عورتیں بے روک ٹوک غیر مردوں کو نہ دیکھتیں اور ان سے ہمکلام نہ ہوتیں تو آریہ سماج میں نیوگ جیسی بے شرمی کیوں آتی۔

مثل مشہور ہے کہ کبڑی سے کسی نے پوچھا کہ تو کیا چاہتی ہے تیرا کبڑا پن اچھا کر دیا جائے یا سب لوگ کبڑے ہو جائیں اس نے کہا کہ سب لوگ ہی کبڑے ہو جائیں۔

اسی طرح ہمارے سماجی دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو بے پردہ ہیں ہی۔ اب کوئی ایسی تجویز ہو کہ مسلمان بھی بے پردہ ہو جائیں۔

آپ مسلمانان ہند کو کیوں کوستے ہیں جبکہ وہ دیگر بے پردہ اقوام کی اخلاقی حالت کو گرا ہوا دیکھتے ہیں اور اس سے نصیحت پکڑتے ہیں۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ "مسلمان برقع" کو وحی الٰہی نہیں سمجھتے ہاں البتہ "پردہ" اور "غض بصر" کو حکم الٰہی جانتے ہیں جس کی تائید قرآن کرتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ (سورہ نور) جس طرح مومنوں مردوں کا فرض ہے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اسی طرح مومن عورتوں کا فرض ہے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور نامحرم سے منہ کو چھپائیں۔

یہ وہ تعلیم ہے کہ جو بدکاری و شرارت کا بالکل استیصال کرتی ہے مگر ہمارے آریہ سماجی دوست ہیں جو اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اس عفت و عصمت سے محروم ہوتے ہوئے اسلام پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اسلام عورتوں کو کلیدی مور تعلیم اور دیگر ضروریات انسانی کے سیکھنے سے منع نہیں کرتا ہاں البتہ وہ آریہ دھرم کی طرح کسی طرح بے شرمی کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

آپ لوگ بے پردگی کے نتائج سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور عقلاً اور مشاہدۃً واقف ہیں۔ پھر بھی اگر ضد اور ہٹ دھرمی سے باز آنا نہیں چاہتے تو اسکا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ع

فاصنعوا ما شئتم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کیلئے کیا کیا

(از جناب مولوی طیع الرحمٰن صاحب بی اے بنگالی)

متعصب غیر احمدی اعتراض کرتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اسلام کے لیے کیا کیا؟ انھوں نے اکثر مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔

وہ نادان یہ نہیں دیکھتے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی ڈوبی ہوئی کشتی کو بچایا۔ اسلام کے خوبصورت چہرے کو جو کہ اشتداد زمانہ کے باعث گرد و غبار سے آلودہ ہو گیا تھا منور کر دیا۔ مسلمانوں کے حالات پر نظر کرو۔ ان کے عقائد بگڑ گئے وہ شرک بدعت میں مبتلا ہو گئے۔ مسلمان جو کہ ایک دن تمام صفات حمیدہ اور اعمال حسنہ کا مجموعہ تھے۔ اب تمام بدیوں اور رذائل اور افعال شنیعہ کی قابل نفرت صورت میں نمودار ہوئے۔ ایک وہ دن تھا کہ لفظ مسلم دنیا کے لوگوں کے دل میں عزت احترام اور رعب بھر دیتا تھا۔ لفظ مسلم زہد و اتقا عدل و انصاف اور اخلاق حسنہ کے مرادف تھا۔ اور آج مسلمان تمام بد افعال میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کا شیریں اور لذیذ کلام کا چشمہ جو کہ مسلمانوں کے سینہ میں جاری تھا۔ آج دنیا سے غائب ہو گیا۔ اور قول الرسول جو کہ ایک مسلمان کے لیے اندھیری رات میں روشن چراغ کی مانند تھا اب مسلمان اس سے بے خبر ہیں۔ دوسری قوموں نے پچھلے سو سال میں جو ترقی کی تھی مسلمانوں نے ایک سو سال میں اس سے زیادہ ترقی حاصل کی۔ مگر آج مسلمان وہ قوم ہے جو ہر میدان میں مغلوب خاسر ہوتے ہیں۔ بیعزت ہونے والی قوم اب اگر کوئی دنیا میں ہے تو وہ مسلمانوں کی قوم ہے۔ پھر چاروں طرف سے دشمنان اسلام نے دین متین کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے لیے اپنی اجتماعی طاقت سے حملے کیے اور قریب تھا کہ صفحۂ دنیا سے اسلام کا نام مٹ جاتا۔ مگر اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام حفاظت اسلام کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور بنکر کھڑے ہوئے اور انھوں نے عقائد اسلام کو قرآن اور حدیث کے مطابق درست کیا اور آپ نے عملی نمونہ سے بانئی اسلام کے خوبصورت چہرے کو اپنی ذات کی شکل میں دکھایا۔ قرآن مجید کی شیریں اور پرلطف کلام کا دریا بہا دیا۔ مطابق حدیث قرآن کو ثریا سے اتارا۔ دشمنان اسلام کو دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ کی شمشیر براں سے تہ تیغ کیا۔ وہ کون ہے جس کا نام سنتے ہی عیسائی ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیر سے لومڑی اور وہ کون ہے جس سے کہ آریہ ہمیشہ تھرا رہے ہیں جیسے کہ طوفانی پولیس کے خوف سے۔ وہ وہ کون ہے جس سے برہمو اور اہل ہنود اور دیگر دشمنان اسلام مغلوب ہو کر خوار ہوئے وہ وہی حضرت مسیح موعود کی مبارک ہستی ہے۔

جس وقت حضرت اقدس (مسیح موعود) پر کفر کا فتویٰ دینے والے مولوی ایک دوسرے سے بلی کتوں کی مانند لڑتے تھے۔ اور ڈاکوؤں کی طرح عوام الناس کو لوٹتے تھے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم کی تیز تلوار کے ساتھ دشمنان اسلام کو ریزہ ریزہ کیا جو کہ ان کو قیامت تک یاد رہے گا۔

حضرت اقدس ؑ نے خدمت اسلام میں اپنی زندگی صرف کی اور یہ ثابت کیا کہ اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے جس کے بغیر خدا تک پہونچنا محال ہے اور اسلام ہی ایک زندہ دین ہے جو کہ خدائے لایزال کا پرحسن چہرہ دکھاتا ہے پھر حضرت مسیح موعود نے اپنی قوت قدسی سے ایک ایسی جماعت پیدا کی جو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالی ہے۔ اور اپنے تمام جان و مال خدا کی راہ میں قربان کرنیوالی ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کا ہر فرد خدمت دین میں اپنے جان و مال کو قربان کرنا زندگی کا انتہائی نقطہ سمجھتا ہے۔ یہ وہ جماعت ہے جس کے پیر و جوان صبیوں کا جوش و خروش لے کر خدمت دین کے لیے نکل پڑے ہیں۔ اور اپنے وطن اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر دور دراز ملکوں میں جا کر نور اسلام سے ظلمت کفر کو دور کرتے ہیں۔

اب بھی جبکہ آریوں نے کئی سال سر توڑ کوششوں سے مسلمانوں کی کافی التعداد جماعت کو گمراہ کرنے کی ٹھانی ہے۔ تو یہی جماعت حقہ اپنے اولوالعزم امام کے حکم کے ماتحت نہایت سخت شرائط کو قبول کرتی ہوئی میدان میں نکلی ہے۔ امام جماعت اعلان کرتے ہیں کہ مجھے تمام جماعت میں سے ایک سو پچاس آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جس پر اسی وقت صرف مرکز قادیان کے ہی ایک سو چالیس لبیک کہہ دیتے ہیں۔ پھر حضرت امام اعلان فرماتے ہیں کہ آج شام سے پہلے پہلے بیس آدمیوں کی ضرورت ہے۔ تب بھی بیسیوں حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور جس کو قبول کیا جاتا ہے وہ دولہا سے زیادہ خوش ہوتا ہے اور جس کو اس وقت رد کیا جاتا ہے وہ اس بڑھیا کی طرح اندوہ گیں ہوتا ہے جس کا نوجوان اکلوتا بیٹا مر گیا ہو۔

ہمارے مسلمانو! آنکھیں کھولو اور نیند سے جاگو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود کو قبول کرو۔ اور مورد برکات بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمھاری آنکھیں کھولے آمین۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق ویدک عقائد

الہامی کتاب کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ وہ ہمارے سامنے خدا تعالیٰ کے اعلیٰ صفات پیش کرے لیکن دیانندی صاحبان جس کتاب کو الہامی کتاب قرار دیتے ہیں وہ اس معیار پر پوری نہیں اترتی بلکہ وہ ہمارے سامنے خدا کو ایک ادنیٰ شکل میں پیش کرتی ہے۔ ایک **نیوگ** کا ہی عقیدہ لے لو۔ کیا یہ عقیدہ کوئی شریف شخص روا رکھ سکتا نہیں اور ہرگز نہیں۔ لیکن افسوس کہ ایک ایسا عقیدہ جس کو ایک انسان عقل بھی روا نہیں رکھتی اس کو ان لوگوں کا خدا جائز قرار دیتا ہے۔ کیا عقیدہ جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ پس جس کتاب میں یہ عقیدہ ہو گا وہ بھی خدا کی طرف سے یقیناً نہیں۔ پھر ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پرمیشر کسی گناہ کو نہیں بخشتا۔ چاہے کوئی بندہ کتنی عاجزی اور تضرع کیوں نہ کرے۔ لیکن ان لوگوں کا خدا ایسا کینہ ور ہے کہ کبھی بھی گناہگار کو نہیں بخشتا اور مانو اپنا کینہ نہیں چھوڑتا ان لوگوں کے پرمیشر کے اخلاق ایک معمولی حیثیت والے شخص سے بھی گئے گزرے ہوئے ہیں کہ ایک شخص کا اگر کوئی قصور کرے تو اس کو بخش دیتا ہے۔ قرآن کریم کا خدا ایسا غفار اور قادر خدا ہے کہ چاہے بندہ زمین و آسمان بھر کر گناہ کرے اور پھر اپنے خدا کے آستانہ پر سچے دل سے گر کر بخشش چاہے تو وہ اس سے ایسے ہی پیش آتا ہے جیسے کہ ایک گمشدہ بچے کے ملنے پر اس کی ماں خوش ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مہربان ہو کر اس گناہگار بندہ سے پیش آتا ہے۔ جو اس سے بخشش چاہتا ہے۔ لیکن یہ لوگ قرآن کی تعلیم پر جو سرچشمہ معارف ہے اپنی نادانی سے عیسائیوں کی کاسہ لیسی کرتے ہوئے اعتراضات کرتے ہیں۔ کاش یہ لوگ سمجھیں اور خدا کے پاک کلام پر اعتراض کرنے سے باز آویں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ایک نمونہ اور ویدوں کا ہم پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ ان لوگوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا محدود اعمال کا ثمرہ اور اجر غیر محدود نہیں دے سکتا ایسا کرے تو وہ بے انصافی کرے گا۔ یہ ہے ان لوگوں کی تعلیم پرمیشر کے قادر ہونے کے متعلق۔

اب ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی ہے تمھارا قادر پرمیشر! کاش تمھاری آنکھیں ہوتیں۔ بھائیو یہ تو بتلاؤ کہ محدود افعال بندہ کی مرضی سے ہیں یا خدا کی رضا اور حکم سے۔ جبتک وہ زندہ رہتا ہے اور اس کو خدا مہلت دیتا ہے تب تک تو وہ افعال کرتا ہے۔ جب اس کو مار دیتا ہے تو پھر اس میں بندہ کا کیا قصور؟ شاید آریوں کے نزدیک بندہ کا اپنا قصور ہوتا ہو گا۔ ورنہ اتنی سی بات تو ایک معمولی عقل بھی سمجھ سکتی ہے۔ چہ جائیکہ بڑے عقلمندی کے دعویدار ایسی بات کر سکیں۔ اب ہم ان لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہی تعلیم ہے کہ جس پر ہمارے موحد بھائیوں کو لانا چاہتے ہو۔ اور ان کو بتلاتے ہو کہ ہماری تعلیم قرآنی تعلیم سے اعلیٰ ہے۔

(خاکسار علی محمد مدرسہ احمدیہ دارالامان قادیان)

ہلاکت آفریں خانہ جنگیاں

جب سے غیرت مذہبی اور حمیت ملی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور قوم کی منتشر کن بھلائی کا احساس جاتا رہتا ہے تو افراد قوم میں خانہ جنگیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ بدقسمتی سے یہی حالت مسلمانوں کی ہے۔ ایک طرف آریہ اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں کے ارتداد میں مصروف ہیں۔ تین زبردست ریاستیں اُن کی پشت پر ہیں۔ کانگریس کے بہت سے لیڈر (بعض علانیہ اور بعض خفیہ) اُن کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ مختلف ہندو فرقے جنھوں نے اصولی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ حیثیت اختیار کر لی ہے متحد ہو کر سیدھے سادھے ملکانہ راجپوتوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ تو دوسری طرف ہمارے علمائے کرام ہنوز آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف ہیں۔ آج اگر گوجرانوالہ و گجرات سے حنفیوں اور اہل حدیث کی باہمی آویزش کی افسوسناک خبر آتی ہے تو کل ہم ضلع الہ آباد کے شیعوں اور سنیوں کے باہمی فساد کی خبر سنتے ہیں۔ جس میں کئی آدمی ہلاک اور کئی مجروح ہوتے ہیں۔ وہ مشہور مناظر جن کو آریوں کو کئی مرتبہ شکست دینے کا دعویٰ ہے۔ مسلمانان امرتسر کی تبلیغی کوششوں کی زمام ہاتھ میں لینے کے بعد اپنا رخ حسب معمول حنفیوں اور احمدیوں کی طرف پھیرتا اور اُن کے ساتھ نبرد آزما ہوتا پھرتا ہے۔ دوسری طرف ہم ایک اور عالم دین (؟) کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہیں کہ "موجودہ وقت میں ہم مسلمان تمام دنیا کے لوگوں سے خواہ وہ آریہ ہوں یا دیو سماجی۔ عیسائی ہوں یا یہودی صلح کر سکتے ہیں لیکن احمدیوں سے صلح ہرگز نہیں کر سکتے اور اگر کسی اسلامی سلطنت میں یہ فرقہ ہو تو تمکین دین کے لئے واجب القتل ہے" اور انہی حضرت کو گوجرانوالہ میں ہم یہ کہتے ہوئے پاتے ہیں کہ "احمدی لوگ کافر ہیں مسلمانوں کا ہندوؤں اور عیسائیوں سے تو اتفاق ہو سکتا ہے وہ ان (احمدیوں) سے اچھے ہیں مگر ان سے نہیں ہو سکتا۔ یہ سب کافر ہیں۔ اور ان سے کفر کی وجہ دریافت کرو تو الابجی کافر ہے"

کیا یہی وہ صاحب تو نہیں جنھوں نے میدان ارتداد میں سب سے اول خانہ جنگی کا علم بلند کیا تھا۔ اور جب قادیان کے احمدی مبلغین آگرہ پہنچے تو انھوں نے ایک مشہور ملکانہ لیڈر کو ایک طرف لیجا کر کہا تھا کہ جسطرح ہو سکے ان احمدیوں کو اس جگہ کام کرنے کا موقع نہ دیا جائے یہ آریوں سے بدتر ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں اس نام نہاد عالم دین سے وہ ملکانہ لیڈر ہزار درجہ بہتر تھا۔ جس نے جواب میں صاف طور پر کہا کہ مولوی صاحب آپ کی آنکھوں پر اپنے چند اصول کی عینک لگی ہوئی ہے اور میری آنکھوں پر اپنی قوم کی محبت کی عینک لگی ہوئی ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ وہ کلمہ پڑھتے رہیں خواہ کچھ نہیں میں آپ سے متفق نہیں ہو سکتا۔

ستم تو یہ ہے کہ ہماری خانہ جنگیوں کا سلسلہ وسعت پذیر ہو کر میدان ارتداد میں بھی جا پہونچا ہے اور اسکا جو ہلاکت آفریں اثر انسداد ارتداد کی تحریک پر پڑ سکتا ہے وہ ظاہر ہے قطع نظر اس بات کے اغیار اسوقت ان خانہ جنگیوں کے لیے ہمارا مضحکہ اڑا رہے ہیں۔ اور نہایت ذلیل الفاظ مسلمانوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اس تحریک مذکور میں سخت رخنہ اندازی واقع ہو رہی ہے۔ خلوص دل سے کام کرنے والے بددل ہو رہے ہیں اور اغیار ہماری اس نااتفاقی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ فتنہ پردازان قوم جس افسوسناک پیرایہ میں میدان ارتداد میں داد جہالت دے رہے ہیں اس کی مثال اسوقت ہمارے سامنے ہے ایک تو گاؤں کا ملکانہ احمدی مبلغ کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا کہ آپ لوگ کس انجمن کے ملازم ہیں۔ یہ جواب سنکر کہ ہم ملازم نہیں خدا کیلیے اس کام کو ہاتھ میں لیا ہے کہنے لگا کہ فلاں مولوی صاحب کہتے تھے کہ ان کے ساتھ جو طبیب ہے اس کی عادت ہے کہ تم کو بیمار کر دیا کرتا ہے اسی لیے ان لوگوں نے اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ اس سے علاج نہیں کرانا چاہیئے وہ تو خیر گزری کہ ملکانہ ایک ذی ہوش آدمی تھا فوراً مولوی صاحب کی علت غائی تک پہونچ گیا۔

اس قسم کے واقعات میدان ارتداد میں پیش آ رہے ہیں اس بات کی ضرورت تھی کہ ہم اختلافات باہمی کو خیر باد کہہ کر ایک جمعیت کی صورت میں حملہ آور کے مقابل میں صف آرا ہوتے لیکن یہ کیسے مولوی صاحبان ہیں کہ اغیار کا مقابلہ کرنے کے بجائے اپنوں ہی سے لڑنے لگے ہیں۔ مذہبی اعتبار سے ہم کوئی فتویٰ دینے کے قابل نہیں ہیں لیکن قومی نقطہ نگاہ سے ہم ایسے لوگوں کو خواہ وہ کتنے ہی جلیل القدر کیوں نہ ہوں قوم کے دشمن سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا یقین ہے کہ کوئی شخص جو ذرا بھی سوچنے کا مادہ اپنے دماغ میں رکھتا ہے اس بارہ میں ہمارے ساتھ متفق ہو گا۔ موجودہ موقع ایسا نہیں ہے کہ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں مصروف رہیں جبکہ دوسری طرف دشمن کامل جمعیت کے ساتھ حملہ آور ہو کر جسم اسلام سے ایک معتدبہ ٹکڑا چھین لے جانا چاہتا ہے۔ احمدی حضرات کا طرز عمل اس باب میں نہایت قابل تعریف ہے جو باوجود اس چھیڑ چھاڑ کے محض اس خیال سے کہ اسلام کو مزید زخم سے محفوظ رکھا جائے۔ ان خانہ جنگیوں کے انسداد کی طرف خود مسلمانوں کے لیڈروں کو توجہ دلاتے ہیں اور ہر طرح ملکر کام کرنے کو تیار ہیں۔ اسی سلسلہ میں چودھری نصر اللہ خان صاحب (پلیڈر) ناظر خاص مولوی رحیم بخش ایم اے ناظر تالیف و اشاعت چودھری فتح محمد ایم اے سیال ناظر تعلیم و تربیت۔ خان ذوالفقار علیخاں صاحب ناظر امور عامہ اور مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال قادیان کے مشترکہ دستخطوں سے جو پمفلٹ شائع ہوا ہے اس میں یہ حضرات لکھتے ہیں کہ:۔

"چونکہ ہماری غرض تو یہ ہے کہ کسی طرح یہ فساد دور ہو جاوے ہم مطابق ارشاد امام جماعت احمدیہ یہ بھی اعلان کرتے ہیں کہ اگر ایک کمیٹی سمجھدار اور فہیم لوگوں کی جو علماء کے گروہ نہ ہوں مثلاً راجپوت لیڈران جناب حکیم اجمل خاں صاحب حاذق الملک دہلوی۔ سر ذوالفقار علی خاں صاحب۔ آنریبل سید رضا علی خاں صاحب یا ایسے ہی دوسرے لوگ جو مذہبی مباحثات کے چکر میں پڑ کر اس وسعت قلبی سے محروم نہیں ہو گئے۔ جو اس موقع پر آب حیات سے زیادہ ضروری ثابت ہوئی ہے۔ یہ فیصلہ کر دے کہ دوسرے مولوی صاحبان اب اس کام کو باحسن وجوہ سنبھال لینگے۔ اور ہماری اس میدان میں ضرورت نہیں تو ہم باوجود ہزاروں روپیہ خرچ کر چکنے کے اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا لیں گے۔ اور کسی اور جگہ دشمنان اسلام کا مقابلہ شروع کر دیں گے۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ کے حضور میں ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے کیونکہ ہم نے اس بدقسمت قوم کے بچانے کے لیے جو کچھ ہمارے امکان میں تھا کر دیا۔ مگر ہمارے راستہ میں ایسی مشکلات پیدا کی گئیں کہ ہمارے کام کرنے میں ذکر کرنے سے زیادہ نقصان ہونے کا خطر پیدا ہو گیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس اعلان سے دشمن خوش ہو گا۔ لیکن چونکہ ہمیں یقین ہے کہ اس اعلان کا جو کچھ بھی نتیجہ ہو گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے منصوبوں کو خاک میں ملانے والا ہو گا۔ جسطرح ہمارا وہاں ٹھہرنا اس کے حق میں خدا کے فضل کے ماتحت مضر ہو گا اسی طرح اگر ہمیں ہٹنے پر مجبور کیا گیا تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ دشمن وہ باتیں دیکھے گا جن کے دیکھنے کا اسوقت وہم و گمان بھی نہیں ہے"

جو جماعتیں علاقہ ارتداد میں فی الواقع اسلام کے لیے اچھا کام کر رہی ہیں۔ ہم علیٰ وجہ البصیرۃ اعلان کرتے ہیں کہ اُن میں قادیان کی احمدی جماعت بہترین کام کر رہی ہے اور یہ ظلم ہو گا اگر اُن کو اس نیک کام سے الگ ہو جانے کا موقع دیا جائے۔ جہاں تک ہم مسلمانوں کی رائے عامہ کا اندازہ کر سکتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض مولوی صاحبان کی ان مہلک کوششوں کے ساتھ بہت کم لوگوں کو ہمدردی ہے۔ اور بالخصوص فرقہ ندویوں کے شیدائیوں میں کچھ نہ کچھ کمی ضرور واقع ہو گئی ہے۔ اس موقع پر صرف علمائے اسلام کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خدا کے لیے اسلام اور مسلمانوں پر رحم کریں اور باہمی اختلافات کے ترک کر دینے سے اگر کچھ زمانہ کے لیے اُن کے شخصی فوائد کو تھوڑا بہت نقصان بھی پہونچے تو اسے مذہب و ملت کی خاطر گوارا کریں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر عظیم دیگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تو اُن کا فرض ہے کہ وہ میدان ارتداد اور تحریک انسداد سے فی الفور الگ ہو جائیں اور اسوقت ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ (وکیل)

الحکم ہمیں معزز معصر وکیل کے اس مضمون کے اندراج سے یہ غرض نہیں ہے کہ ہم یہ بتائیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں لوگ ہماری تعریف کر رہے ہیں۔ بلکہ ہم اپنے بھائیوں کے شکستہ دلوں کو اُمید دلانے کے لیے یہ مضمون درج کرتے ہیں کہ تا وہ جانیں کہ جہاں اُن کے اچھے کاموں کو بھی بری نظروں سے دیکھنے والے بھی موجود ہیں اُن دنیا کا ایک معتدبہ حصہ ہمارے کام کو اچھی نظر سے دیکھتا اور اول الذکر طبقہ اس فعل پر انہی ... کرنے کیلیے تیار رہے واقعی درد اسلام رکھنے والوں کا یہی حال ہو جانا چاہیئے۔

فتنۂ ارتداد

اور

ہمارا فرض

الاستقامت فوق الکرامت ایک عام ضرب المثل ہے

یہ زریں جملہ لوح محفوظ کی تعلیم کا لب لباب اور نچوڑ نظاہر تو ایک چھوٹا سا جملہ ہے مگر اس کے اندر ایک ایسی حقیقت مخفی ہے جس پر دنیا کی تمام ترقیات کا دارومدار ہے۔ دنیا میں کوئی ترقی خواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی بدون استقامت کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک وقت تھا کہ امریکہ جیسا براعظم دنیا کی نظروں سے اوجھل تھا اور کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ اس سمندر کے پار کوئی آبادی بھی ہے لیکن کولمبس کا استقلال اور استقامت ہی تھا جس نے امریکہ کو دریافت کیے بغیر نہ چھوڑا۔ اور آج کولمبس کے اسی استقلال اور استقامت فی الارادہ کے باعث اس کا نام بچے بچے کی زبان پر جاری ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ایک وقت دنیا بھر کی عیسائی سلطنتوں نے سلطان صلاح الدین غازی کے خلاف اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے متفقہ کوشش کی اور پھر طرفہ یہ کہ خود مسلمانوں نے بھی سلطان صلاح الدین کے برعکس سرگوشیاں اختیار کیں۔ یہ دنیا بھر کی عیسائی سلطنتوں کا متفقہ طوفان جو ایک سیاہ بادل کی طرح سلطان موصوف کے خلاف اٹھا تھا۔ پہلوان اسلام نے اس جرأت اور استقلال سے اس کا مقابلہ کیا۔ کہ عیسائیوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور جس جگہ صلیبیت کا پھریرا اڑتا ہوا نظر آرہا تھا وہاں اللہ اکبر کا جھنڈا لہرانے لگا۔ دوستو! یہ سب استقامت کا ہی نتیجہ تھا۔ پھر سلطان محمود غزنوی کو بت فروشی سے بچا کر بت شکنی کی کس نے توفیق رفیق کی۔ یہ بھی استقامت کا ہی ظہور تھا۔ اور ماسوائے اس کے جس قدر بھی دنیا میں ریفارمر گزرے ہیں وہ سب اسی استقامت کی بدولت کامیاب و بامراد ہوئے ہیں۔ غرض پرانے قصے تو بہت ہیں جو بطور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مگر میں آپ کو ایک تازہ بتازہ واقعہ دہراتا ہوں۔ اس جنگ عظیم میں قیصر جرمن کا ساز و سامان اور اس کی جرأت و دلیری ایک طوفان دریا بہتا ہوا سیلاب تھی جس کے آگے کسی کا ٹھہرنا ناممکنات سے تھا۔ اور جس نے آن کی آن میں دنیا کو ایک قیامت کا نظارہ دکھلا دیا اور روس کے بڑے بڑے زرخیز علاقوں کو خاک سیاہ کر دیا اور بلجیم اور سردیا وغیرہ کی سربفلک چوٹیوں کو زمین دوز بنا دیا۔ مگر پھر کیا وجہ کہ سرکار انگلشیہ کے تاج کو چار چاند لگے۔ اور قیصر جرمن ناکام رہا۔ سنو اور جہاں تک اس کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ جس عزم اور استقلال اور ... سے ہماری گورنمنٹ نے کام لیا۔ جرمن اس سے محروم رہا اور اس نے اپنا تمام جوش یکدم باہر نکال پھینکا خالی ہو کر بیٹھ گیا۔ اخباری دنیا جانتی ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا میں بجز استقلال اور استقامت کے اور کون سی کمالیت ہے جس نے گئے گزرے رومی اعزاز کو پھر تھام لیا۔

یہ کرامت استقامت انبیاء علیہ السلام میں دنیا بھر کے لوگوں سے انتہائی درجہ پر ہوتی ہے۔ اور اسی لیے نبی اکیلا کھڑا ہے اور باقی تمام دنیا اس کے خلاف ہوتی ہے۔ اور رات دن اس نبی کے نابود کرنے کے لیے منصوبے باندھتی ہے مگر دیکھتے دیکھتے وہ اکیلا نبی اپنے تقویٰ و طہارت اور استقامت کی وجہ سے سب پر غالب آجاتا ہے۔

یہ کرامت استقامت انبیاء کے حقیقی معنی متبعین میں بھی بطور ورثہ کے ہوتی جیسا کہ قرآن کریم کی آیت یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ پ ۱۳ رکوع ۱۶ سے ظاہر فرمایا کہ ثابت رکھتا ہے اللہ اُن لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ہیں ساتھ بات محکم کے بیچ زندگی دنیا کے اور بیچ آخرت کے۔ یہ استقامت کی نعمت کے ہی کرشمے تھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ظہور میں آئے اور ان کی استقامت کے آگے قیصر و کسریٰ کے ساز و سامان ہیچ ہو گئے۔ اب میں اس کے بعد آریوں کی اشدھی کی سعی اور ملکانہ قوم کے ارتداد کے متعلق ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فتنہ کوئی نیا فتنہ نہیں بلکہ اس فتنہ کی خبر آج سے چودہ سال پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم بمع اس کے علاج اور انجام کے دے چھوڑی ہے اور بشارت دی ہے کہ اگر مسلمان اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم رکھینگے اور اس سے مدد اور نصرت چاہیں گے تو وہ ضرور کامیاب اور بامراد ہونگے۔ جیسا کہ پارہ ۱۳ شروع رکوع ابراہیم ۳ میں آیا ہے:۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ ... ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ۝ یَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا یَكَادُ یُسِیْغُهٗ وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِیْظٌ ۝ یعنی کہا ان لوگوں نے جو کافر ہوئے تھے واسطے پیغمبروں اپنے کے البتہ نکال دیں گے ہم تم کو زمین اپنی سے یا البتہ پھر آؤ گے تم بیچ دین ہمارے کے پس وحی بھیجی طرف ان کے پروردگار ان کے نے البتہ ہلاک کرینگے ہم ظالموں کو اور البتہ بسا دیں گے ہم تم کو زمین میں پیچھے ان کے یہ واسطے اس شخص کے کہ ڈرتا ہے کھڑے ہونے سے روبرو میرے اور ڈرتا ہے ڈرانے میرے سے اور فتح چاہی انہوں نے اور نامراد ہوا ہر ایک سرکش دشمنی کرنیوالا آگے اسکے جہنم ہے اور پلایا جاویگا پانی سے کہ وہ پیپ ہے۔ ایک ایک گھونٹ پیئے گا اور نہ نزدیک ہوگا کہ گلے سے اتار سکے اسکو اور آویگی اسکو موت ہر جگہ سے اور نہیں وہ مرنیوالا۔ اور آگے اسکے ہے عذاب سخت۔

آیات مذکورہ میں علاوہ واقعات گزشتہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن کو نبی ... یا نبی اللہ فی حلل الانبیا کا خطاب دیا ہے۔ اطلاع دی ہے کہ ایک ایسی قوم اٹھیگی جو اپنی مذہبی کتب میں اس ملک کو غیر اقوام سے خالی کرانا اپنا دھرم ٹھہرائیگی۔ اور پھر اس کام کے پورا کرنے کے لیے طرح طرح کے منصوبے گانٹھے گی اور منجملہ ان منصوبوں کے اس کا یہ منصوبہ بھی ہوگا کہ وہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو اپنے دھرم میں داخل کرنیکی سعی کرے۔ سو دوستو! یہ سب تقدیر کے نوشتے ہیں جو پورے ہو کر رہنے تھے۔ اور ضروری تھا کہ آریہ لوگ مسلمانوں کے ارتداد کرنے کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنے مقصد میں لوگوں کو اسلام سے غافل پا کر قدرے بھی کامیابی حاصل کرتے۔ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا کا نشان پورے طور پر ظہور پاتا اور مسلمانوں کو بھی اپنی غفلت اور سستیوں پر آٹھ آٹھ آنسو بہانے پڑتے۔ مرتد ہونیوالوں نے اپنے پیروں اور بعض خصلت ملانوں کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے گھروں میں ان کو جگہ دی مگر جب ان کی بدچالی دیکھی تو وہ ملانوں کے طفیل اسلام سے بدظن ہو گئے۔

دوستو! اگر آپ مبارک ایام دیکھنا چاہتے ہیں تو دنیا میں خشیت اللہ پیدا کرو اور نیک نمونہ بن جاؤ۔ اور اپنے حریف کو وہ نیک اعمال اور اخلاق حسنہ دکھاؤ کہ وہ اپنے کیے پر پشیمان ہو اور پھر خود بخود تم میں آکر ملجائے۔ وہ کونسا شخص ہے جو دیدہ و دانستہ اپنے تئیں آگ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ تم اپنے پاک نمونوں سے انکے راہنماؤں اور سستیوں کو چھوڑ کر وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جمیعا پر اپنا مضبوط ہاتھ ڈالو۔ اور خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں حبل نازل فرماتا ہے اور خصوصاً ایسے ایام میں جبکہ کسی ہدایت کی ضرورت ہو اس زمانہ میں شیطان نے بھی اپنی ذریت کے گمراہ کرنے کے لیے ایک رسی پھینکی ہے اس کے مقابلہ میں بھی حبل اللہ کی ضرورت ہے۔ اپنے اپنے دلوں سے رسم و رواج کے بت نکال کر خدا تعالیٰ کا سچا تقویٰ اختیار کرو خدا تعالیٰ کے قرب پانیکا میدان تمہارے لیے خالی ہے۔ ایسے موقع ہمیشہ میسر نہیں آیا کرتے تم آرزو کیا کرتے تھے اور بڑے بڑے دعووں سے کہتے تھے کہ جب کبھی ایسا موقع آئے ہم پیچھے ہٹنے کے نہیں۔ سو عزیزو! صرف دعویٰ کوئی شے نہیں جب تک اسے عملی جامہ نہ پہنایا جائے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ سورہ بقر رکوع ۲۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو پیش کرتا ہے اور فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنی کیا نہ دیکھا تو نے طرف بنی اسرائیل کے پیچھے موسیٰ کے۔ جب کہا انہوں نے واسطے نبی اپنے کے مقرر کرو واسطے ہمارے بادشاہ کہ لڑیں ہم بیچ راہ اللہ کے کہا کہ آیا نزدیک ہو تم اگر لکھا جاوے اوپر تمہارے لڑنا۔